فن قرأت اور اس کی ضرورت

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ

کائنات کی لامحدود وسعتیں، آسمان کے ستارے، چاند کی چمک، سورج کی روشنی، ستاروں کی جگمگاہٹ، خالق و قادر کی عظمت و رفعت پر شاہد گواہ ہیں۔ قرآن اسی رفیع اور عظیم ہستی کے کلام کا نام ہے۔ کلام کی عظمت کا اندازہ متکلم کی بزرگی و منزلت سے لگایا جا سکتا ہے۔ آقائے کائنات نے اس تجزیئے کو یوں بیان فرمایا ہے:

جس طرح خالق تمام مخلوق سے بہتر ہے اسی طرح کلام خالق مخلوق کے کلام سے ممتاز و بالا ہے۔ یعنی کلام الاعلیٰ، اعلیٰ کلام۔ خود خداوند قدوس نے قرآن کے متعلق بیان فرمایا:

لو انزلنا هذا القرآن على جبل لرايته خاشعا متصدعا من خشية الله (۲۱:۵۹)

اگر ہم قرآن کو پہاڑ کے سینے پر اتارتے تو اس کا سینہ پارہ پارہ ہو جاتا اس کے دل کے ٹکڑے اڑ جاتے نظر انتخاب حضرت انسان پر پڑی اور یہ چشمہ ہدایت اسے تفویض ہوا۔ اور جب اسے سب سے عظیم مجود وقاری نے پڑھا تو زمین و آسمان وجد میں آ گئے۔ ملائکہ دم بخود رہ گئے جنوں کے لبوں پر سکوت کی مہریں لگ گئیں انسان جھک پڑے۔

دریا کا جوش رک گیا طوفان تھم گیا جو تھا جہاں
لرز کے اسی جا پہ جم گیا یہاں تک کہ خود رب العالمین نے کان لگا لئے۔ بخاری و مسلم میں مروی ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا:

ما اذن الله لشي ما اذن بنبي حسن الصوت بالقرآن يجهر به.

اور پھر اس وقت اگر بڑے سے بڑا دشمن بھی آیا تو اس کا دل بے قابو ہو گیا اور جب اٹھا تو اپنا سب کچھ نثار کر چکا تھا اور ابوجہل عتبہ اور شیبہ جیسے معارض و مناقض ہی کیوں نہ ہو۔ وہ دوبارہ سننے پر مجبور ہو گئے اور جب آپس میں نظریں ملیں تو بے اختیار کہہ اٹھے معلوم نہیں محمد ﷺ کی زبان میں کونسا جادو ہے کہ باوجود عناد کے کھنچے چلے آتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس مجود اعظم صاحب قران کے پڑھنے کا انداز کیا تھا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان رسول الله يقراء القرآن بالقطع

آپؐ قرآن مجید کی آہستہ آہستہ اور الفاظ کو علیحدہ علیحدہ کر کے تلاوت فرماتے تھے۔ اس تحدید و تمدید کا نام تجوید ہے (جسے عرف عام میں قرآت کہا جاتا ہے اور یہی تعدیل جس کے متعلق اللہ سبحانہ نے بصیغہ امر ارشاد فرمایا:

ورتل القرآن ترتيلا

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ تاریخ اہلحدیث کا وہ درخشندہ و تابندہ نام ہے جو تاریخ کی پیشانی کا جھومر بن کر ہمیشہ چمکتا و مکتا رہے گا۔ ان شاء اللہ حضرت علامہ شہیدؒ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی انعامات سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا کہ وہ ہر میدان کے شہسوار نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں کہ وہ جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتے تھے اس کا حق ادا کر دیتے تھے اور پڑھنے والا یوں محسوس کرتا تھا کہ آپ تو اس موضوع کے سپیشلسٹ ہیں۔

زیر نظر مضمون بھی حضرت علامہؒ کے قلم کا ایک شہ پارہ ہے جبکہ ہمارے ہاں عموما ایسے موضوعات پر نہیں لکھا جاتا لیکن چونکہ جب یہ سطور آپ پڑھ رہے ہونگے تو اس وقت دینی مدارس میں تعلیمی سال کا آغاز ہو چکا ہو گا دینی مدارس میں تعلیمی سال شوال سے شروع ہوتا ہے۔ چونکہ اس مضمون کا تعلق بھی خصوصا دینی طلبا سے ہے۔ اس لئے اس مضمون کی افادیت اور وقت حاضر میں اس کی ضرورت کے پیش نظر افادہ عام کیلئے ترجمان الحدیث کے صفحات پر شائع کرتے ہوئے ادارہ اپنے لئے سعادت تصور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو عامۃ المسلمین کیلئے مفید تر بنائے آمین۔

(ادارہ)

قرآن کریم کو ترتیل سے پڑھو حضرت علیؓ ترتیل کی تفسیر یوں فرماتے ہیں: الترتیل هو تجوید الحروف ومعرفة الوقوف۔

ترتیل جودت الفاظ اور معرفت وقوف کا نام ہے اور تجوید کہتے ہیں۔ اداء الحروف من مخارجها۔ حروف کا ان کے مخارج سے ادا کرنا یا یوں سمجھ لیجئے کہ ادائیگی حروف اسی انداز اور طریقے سے ہو جس کو اہل زبان نے وضع کیا تھا اور جس سے یہ معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اس کو فن قرات سے پکارا جاتا ہے اس فن کا سیکھنا عجمیوں کے لئے خصوصاً بہت اہم ہے۔ کیونکہ عربی سے عدم واقفیت کی بناء پر حروف میں فرق تمیز نہیں ہو سکتی۔ پھر عربی زبان بھی ایسی ہے جس میں صورت حروف بدلنے سے معنی بھی بدل جاتا ہے جیسے ''ضلال'' بالضاد اس کے معنی ہیں گمراہی و ہلاکت کے اگر یہی ''ضلال'' ظا کے ساتھ ہو ''ظلال'' بالکسر سایہ دار چیزوں کو کہتے ہیں۔ ''ضرب'' اگر ضاد کے ساتھ ہو تو چلنا اور مارنا اور اگر ''زا'' کے ساتھ ہو تو ''زرب'' تیزی اور مویشیوں کو باڑے میں بند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح ''وثق'' اگر ثاء کے ساتھ ہو تو بھروسہ کرنا اور اگر ''وسق'' سین کے ساتھ ہو تو ایک معروف پیمانے کے معنی ہو جاتے ہیں یہ اور اس قسم کے سینکڑوں الفاظ ایسے ہیں۔ جن کی صرف آواز بدلنے سے معنی میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ''ملک'' بکسر لام ہو تو بادشاہ اگر یہی لفظ سکون لام وبضم المیم کے ''مُلک'' ہو تو بمعنی مملکت بن جاتا ہے۔ مثلاً انعمت بفتح التاء مخاطب کیلئے ہے اگر انعمت بضم التاء ہو جائے تو واحد متکلم کے معنی دے گا۔ اور اگر انعمت بکسر التاء ہو تو ضمیر واحد مونث مخاطب کیلئے ہے۔ غور کیجئے لفظ سب جگہ ایک ہی ہے۔ لیکن زیر وزبر کے بدلنے سے معنی بھی بالکل زیر وزبر ہو کر رہ گئے۔ اسی لئے علماء کہتے ہیں کہ قرآن میں انعمت کی بجائے اور کسی نے انعمت یا انعمت پڑھ لیا تو کافر ہو جائے گا۔ ان تمام چیزوں سے محفوظ رہنے کیلئے فن قرآن کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے قرآن کو صحیح عظمت وشان سے پڑھا جا سکے۔ اور ایسی غلطیوں سے بچا جائے جن پر کسی قسم کی گرفت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ خدائے عظیم کا کلام ہے۔ اسی لئے امام محمد بن الجزری نے مقدمہ جزری میں فرمایا:

علم تجوید کو حاصل کرنا اور سیکھنا ضروری ہے جو شخص قرآن کو تجوید سے نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا۔ کیونکہ کلام و کلام خدا ہے۔ ہم آپس میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص علامہ اقبال یا کسی بڑے شاعر کا شعر یا انشاء پرواز کی نثر کو بگاڑ کر پڑھے تو تیوریوں پر بل اور پیشانیوں پر شکن پڑ جاتی ہے اور اگر مصنف بھی سامنے ہو تو؟ جب ہمارا یہ حال ہے تو رب العزت اس آدمی پر کس قدر غیض وغضب فرماتے ہوں گے جو اس کا کلام غلط پڑھتا ہو۔ حضور اکرم ﷺ اسی لئے ارشاد فرمایا: اقرئو بلحون العرب (ابن ماجه) قران کریم اس انداز سے پڑھو جس طرح عرب پڑھتے ہیں۔ کہ وہ نزاکت الفاظ کو سمجھتے ہیں تم بھی ان کا اتباع کرو یہ صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب ہم اصول قرآت سے واقفیت پیدا کریں ساتھ ہی ایسے شخص کیلئے خوشخبری بھی سنا دی۔

الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة (بخاری مسلم)

ماہر قرآن ملائکہ اور انبیاء کے ساتھ ہوگا۔ ملا علی قاری کہتے ہیں یہاں مہارت سے مراد جودة اللفظ یعنی تلاوت مع التجوید ہے۔ (مرقاة) پھر خود ہی تجوید کے معنی بیان کر دیئے تجوید القرآن هو تحسين الفاظه باخراج الحروف من مخارجها۔ تجوید قرآن سے مراد الفاظ کی خوبصورت کے ساتھ ادا کرتے ہوئے مخارج کا لحاظ رکھنا ہے۔ (منحة الفكرية)

ملا علی قاری بھی فن قرات جاننا واجب اور فرض سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں: ثم هذا العلم لا خلاف انه فرض كفايه والعمل به فرض عين (شرح مقدمه جزريه)

یعنی اس بات پر اتفاق ہے کہ فن قرات کا حصول فرض کفایہ اور اس کے مطابق تلاوت قرآن فرض عین ہے۔

علامہ محمد نصر مکی فرماتے ہیں:

امت حضور سے لیکر آج تک وجود تجوید پر متفق ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اور اختلاف کا نہ ہونا ہی اس کی فرضیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

فقہائے کرام نے بھی قرآن و سنت پڑھنے کی بہت تاکید کی ہے فرماتے ہیں:

قرآن غلط پڑھنے والا گنہگار ہے۔ کیونکہ غلط پڑھنے سے معنی بدل جاتے ہیں اور معنی میں فرق

اگر کوئی شخص علامہ اقبال یا کسی بڑے شاعر کا شعر یا انشاء پرداز کی نثر کو بگاڑ کر پڑھے تو تیوریوں پر بل اور پیشانیوں پر شکن پڑ جاتی ہے اور اگر مصنف بھی سامنے ہو تو؟ جب ہمارا یہ حال ہے تو رب العزت اس آدمی پر کس قدر غیض و غضب فرماتے ہوں گے جو اس کا کلام غلط پڑھتا ہو

پڑنے سے نماز بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ اس لئے ایسے شخص کو امام بھی مقرر نہیں کرنا چاہئے اس طرح کے بہت سے اقوال علمائے سلف و خلف سے منقول ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ قرات و تجوید آج سے نہیں بلکہ سلفاء بعد سلف منقولہ چلی آ رہی ہے۔ امام ابن خلدون اس کے تواتر کے قائل ہیں اپنے مقدمے کی فصل سادس فی العلوم میں ایک مستقل باب قرات کے متعلق باندھا ہے۔ اس میں فرماتے ہیں: جو لوگ تواتر قرآت کو نہیں مانتے وہ غلطی پر ہیں کیونکہ جیسے قرآن متواتر ہے اور اسی طرح قرات بھی چلتی ہوئی ہم تک پہنچی پھر قرائتیں فرمان رسول کے مطابق انزل القرآن علی سبعة احرف (ترمذی) قران سات قراتوں پر نازل ہوا۔

سات مختلف قاریوں کی طرف منسوب ہوئیں۔ جیسے قرات متداولہ قرات حفص کہلاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے جہاں صحت قران کے متعلق تاکید فرمائی وہاں حسن قرات کی طرف بھی ان الفاظ سے توجہ دلائی۔ زینو القرآن باصواتکم (مسند احمد) قرآن کو اپنی خوش آوازی سے مزین کرو۔ ایک موقع پر فرمایا: من لم یتغن بالقرآن فلیس منا (بخاری) جس نے قرآن خوش الحانی سے نہیں پڑھا وہ ملت بیضاء سے خارج ہے۔

شارحین اس حدیث پر لکھتے ہیں یہاں غنائیت سے مراد ایسا غنا ہے جو اصول قرات کے مطابق ہی نہیں بلکہ جزو فن قرات و تجوید ہو آپ نے خود ہی اس کی توضیح تشریح فرما دی کہ قرآن کو ان تمام چیزوں سے مرصع کرنے کی اس لئے ضرورت ہے کہ: ان اللہ تعالیٰ یحب ان یقرا القرآن کما انزل

باری تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ قران اس طرح پڑھا جائے جس طرح اتارا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا: ورتلناہ ترتیلا (سورۃ فرقان) ہم نے قران مجید کو ترتیل سے نازل کیا اور گزر چکا ہے کہ ترتیل تجوید کو کہتے ہیں اس لئے تو امام جزری فرماتے ہیں کہ چونکہ قرآن مجید بالتجوید اترا ہے اس لئے ضروری ہے کہ تلاوت قرآن سے پہلے قواعد قرات معلوم کئے جائیں اسی طرح کچھ نافع ابن کثیر اور ابو عمر کی طرف منسوب ہوئیں۔ کچھ حمزہ اور کسائی کی طرف یہ ائمہ بلحاظ قرات مشہور ہیں ان کے ایجاد و قیاس کا اس میں کوئی دخل نہیں دنیا قرات کی سب سے مشہور اور اہم کتاب شاطبی ہے جسے ابن خلدون نے بھرپور خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اس میں صراحۃ موجود ہے: وما للقیاس فی القراۃ من خل فدونک مافیہ الرضا متکفلا۔

قرات میں قیاس کو کوئی دخل نہیں جو کچھ بھی ہے سماعی ہے تتبع اور کاوش سے کام لیا جائے تو یہ حضرت عمر حضرت علی اور زید بن ثابت کے اس فرمان کی تشریح امرکم رسول اللہ ان تقولو القرآن کما علمتم۔ قرآن اس طرح پڑھو جس طرح تمہیں سکھایا گیا ہے یہ وہی تعلیم ہے جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایک دن آنے والا ہے جب دربار خداوندی ہوگا اور قاری کو آواز دی جائے گی:

اقرا القرآن وارق ورتلہ کما کنت ترتل فی الدنیا (ابو داؤد) جس طرح دنیا میں قرآن پڑھتے تھے اسی طرح پڑھتے ہوئے مدارج عالیہ طے کرتے جاؤ۔ پھر جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے تربیت یافتہ قراء فیض یاب ہو کر نکلے تو کسی کو ارشاد فرمایا: تمہاری آواز نے فرشتوں کو مسحور کر دیا اور تمہاری زبان سے قرات سننے کیلئے وہ آسمان سے نیچے اتر آئے۔ رات کو جو تم نے ایک بادل کے ٹکڑے میں ٹمٹماتے ہوئے چراغ دیکھے تھے وہی فرشتے تھے اور اگر تم صبح تک تلاوت میں مشغول رہتے تو لینظر الناس الیھا لا تتواری منھم لوگ ان کو ظاہرا دیکھ لیتے۔ اور کسی کو ارشاد فرمایا ابو موسی میں نے چھپ کر تیرا قرآن سنا لقد اوتیت مزمالا ل دالواد (ترمذی) تیرے پڑھنے سے لحن داؤدی کی یاد تازہ ہوگئی۔

اور جسے یہ کہہ کر تربیت دی: ان اللہ امرنی ان اقراء علیک القرآن۔ مجھے خدا نے تمہیں قرآن سکھانے کا حکم دیا تھا جب وہ فارغ ہوئے تو انہیں خطاب دیا: اقراکم ابی بن کعب۔ تم میں سے سب سے بڑا قاری ابی بن کعب ہے۔

کیوں نہ ہو خدا نے جوان کا نام لے کر تربیت کا حکم دیا تھا۔

ان احادیث و اقوال سے یہی مقصود تھا کہ فن قرآت کی اہمیت کو جانا جائے اور آخر میں اس حدیث پر اپنا مقالہ ختم کرتا ہوں رب قاری: یقرا القرآن والقرآن یلعنہ بہت سے قاری ہیں جب قرآن پڑھتے ہیں تو قرآن ان پر لعنت کرتا ہے علماء نے اس کے دو معنی بیان کئے ہیں بے عمل قاری اور دوسرا غلط پڑھنے والا خداوند تعالیٰ ہمیں ان دونوں خرابیوں سے محفوظ و مامون رکھے آمین۔

ضروری اطلاع

جماعت اہلحدیث کے مایہ ناز قاری بعز ینت القراء قاری نوید الحسن لکھوی، (مدرس جامعہ سلفیہ) سے رابطہ کیلئے احباب ان کے درج ذیل فون نمبرز پر رابطہ کر سکتے ہیں:

0300-6623820 موبائل نمبر

041-733382 رہائش